عجیب و غریب و دلچسپ کتابیں؟

مکافات عمل — شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلیم کے ناول دیجر ووف سن (یعنی گناہ) کا ترجمہ

اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاوے کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام مسلمہ حقیقتیں بہ خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کیسا ہی خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکا۔ مصنف والا تبار نے مسیحی دنیا کو ایسے عجیب طریق پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ سطور میں ایک قابل عیسائی سفین کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہا۔ ایک مسلمان ترک حلیم بے اور یوجین لیشی [illegible] کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل [illegible] اور مس مونا کا عشق۔ تمام نفسانی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمیتا کے معاملات بہت دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے لائق مترجم نے جابجا آیات قرآنی کا حوالہ دے کر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ — بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ [illegible] حالات [illegible]

اسلام — امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت [illegible]

کلمات طیبات — حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب و مفید ہیں قیمت [illegible]

فیوض الحرمین — اسلام [illegible] کتاب ہے۔ قیمت [illegible]

منبع العرفان — واقعی عرفان کا چشمہ ہے قیمت [illegible]

جنگ اجنادین — فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت - - - - - - [illegible]

فخر البلاد یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت - - [illegible]

عید المومنین —

اسلام کی دنیوی برکتیں — یہ کتاب مسلمانوں کے لیے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدر آباد دکن کی تالیف ہے - - - - - - [illegible]

صداقت اسلام — اسلام پر دو زبردست لکچر ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت - - - - - [illegible]

[illegible] — ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت - - - - - [illegible]

حملہ آوری — ایرانی سرزمین اور اسلامی نامداروں کی شجاعت کی مختصر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت - - - - - [illegible]

سعادت المومنین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب [illegible] کی محبت [illegible] ایک سعادت ہے اور یہی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد - - - [illegible]

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات

اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے در حقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لیے ایک نعمت عظمیٰ۔ مستند وقفے درگاہ شریف

اور اس کے متعلقات سے گہرے ہیں جو نہایت [illegible] ہیں قیمت - - - - - [illegible]

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف — نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پر معنی اور پر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اس کے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد - - - [illegible]

دیوان راسخ — موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چونچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا نتیجہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی جن میں ہر ایک شعر اور ایک ایک مصرع نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی [illegible] مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد - - - - - [illegible]

دیوان عزیز — یہ دیوان بھی [illegible] استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جس کا لطف کلیجہ پر چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد - - - - - [illegible]

مولود شریف لطیف — اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھئے اور مصنف کو داد دیجئے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ صل علی قیمت - - [illegible]

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس

امرتسر کے نام

ہوں۔

میری نوٹ بک سے چند باتیں

محنت

کوئی چیز ایسی مضرت رساں نہیں جیسا کہ وقت کا فضول ضائع کرنا۔ ایک انسان کامل چکی کی مانند ہے کہ جس میں اگر گیہوں پیسا جاوے تو آٹا ہو۔ اور خالی چلائی جاوے تو اسی کا اپنا ہی نقصان ہو (مقولہ [illegible])

میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ کسی بیکار آدمی کو کبھی خوشی حاصل ہو سکے۔ (لارڈ ڈربی)

فراست

ہم تو چاہتے ہیں کہ دوسرے فرشتہ بنجاویں۔ مگر اپنے آپکو فرشتہ بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔

فراست ایک قسم کا الہام ہے۔ اس سے سچے نبوت کا خیال ہوتا ہے۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔

فراست میں کوئی نہ کوئی خدائی بات ہے جو دل کے حجابات سے باہر نکل کر چہرے کو بھی صاف کر دیتی ہے۔

زندگی

انسانی زندگی کی خود ایک ایسی بحر دخار کی طرح ہے جو متواتر دوسروں کی رہتی ہے۔ زندگی کی تکالیف پر غور کرنا دانا کا کام ہے۔ اور بات بات پر شک کرنا بیوقوف کا وطیرہ۔

نہ اپنی زندگی کو ایسا پیار کرو اور نہ اس سے متنفر ہو۔ جتنی ہو جینا ہے۔ پاکیزگی اور صلح کاری سے بسر کرو۔

خطاب بسوئے سپہر

اے سپہر تجھکو آپ بدلنے جانا ہے۔ رحمت اسکی جدید ہو تجھکو ملا ہے
پیغمبروں نے گود میں تجھکو کھلایا ہے لے لاڈلے آخر تو پیری کا ہے
اسکو ہوا ہو صبر تو اے یتیم ہے۔ باغ نشاط در رہی باد نسیم ہے
اے سپہر مقبول کا تو جاہ و جلال ہے۔ اے سپہر منبر کا تو زوال و کمال ہے
صاحب دولتوں کا میری حسن و جمال ہے۔ تجھ سے کسکے واسطے یہ جنجال ہے
خارج کی جنگ ہو کہ گوئے جنگ ہو۔ قصہ تمام کی ہی ہو جل اٹھے
ہر چند تجھکو دیکھا وہ سفید منقش ہیں۔ ایک ہی دیکھا ہی تجھکو لحاف میں
دیکھتے ہیں تجھکو ہے طواف میں۔ مسجد میں حلقہ بھی اعتکاف میں
ہم جانتے ہیں کہ تو نے نفرت ہی کو لاف زنی سے

(احمد حسن)

چھوٹی چھوٹی سوانح عمریاں

ابی ایوب انصاری۔ خالد بن زید خزرجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام سے ہیں۔ جب حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ تو مسجد اور حجرہ مبارک کے تیار ہونے تک آپ کے ہی گھر میں رونق افروز رہے۔ آپ غزوہ "بدر"۔ "احد" اور "خندق" میں شریک رہے ہیں۔ حضرت معاویہ نے جبکہ ۵۲ھ ہجری یا ۵۱ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر روانہ کیا تو حضرت خالد کو بھی فوج کے ساتھ کر دیا تھا۔ جہاں پر بیمار ہو کر شہر پناہ سے باہر انتقال فرمایا۔ بہت سے برسوں کے بعد جبکہ سلطان فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ تو حضرت شمس الدین ولی کے ذریعے آپکے دفن کا مقام قرار دیا گیا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے قریباً ڈیڑھ سو احادیث مروی ہیں۔

ابوذر غفاری۔ جندب بن جنادہ۔ اعلیٰ درجہ کے صحابہ کرام سے تھے۔ جندب عربی میں چھوٹی ٹڈی کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ آپکے صاحبزادہ کا قد و قامت چھوٹا سا تھا۔ اسلئے آپ (ابوذر) کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ جب مکہ فتح ہوا تو تین سو بنی غفار ابوذر کے اثر سے مسلمان ہوئے۔ صداقت اور استقامت آپکی ضرب المثل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد شام کو چلے گئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں رہے۔ مگر حضرت معاویہ کی طرف سے شکایت ہونے کی بنا پر شام سے مدینہ منورہ کے پاس ربذہ گاؤں میں بھیجے گئے۔ جہاں پر ۳۲ھ میں بحالت غایت تنگی و افلاس وفات پائی۔ اتفاقاً اس وقت پر عبد اللہ ابن مسعود کا وہاں گذر ہوا جنکی طرف سے رسم تجہیز و تکفین ادا کی گئیں۔ حضرت ابوذر فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم کمر جھک جانے تک نماز پڑھا کرو۔ مگر اسکا فائدہ اسوقت تک نہ ہوگا جب تک آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت پیش نہ آؤ!

ابو رافع۔ ابراہیم جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابو رافع کی بڑی خدمت یہ تھی کہ وہ جناب سرور کائنات کے اسباب سفر کو درست رکھا کرتے تھے۔ آپکا نکاح نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنی آزاد کردہ جاریہ سلمیٰ سے کر دیا تھا۔

معلومات اور نئی باتیں

کرہ زواہر۔ شاہ ایران نے پیرس سے ایک کرہ منگوایا ہے جو بڑا ہی قیمتی ہے۔ اسمیں کل ممالک جواہرات سے دکھائے گئے ہیں۔ مثلاً آئرلینڈ کو زمرد کا۔ انگلینڈ کو یاقوت کا اور روس ہیرے کا دکھایا گیا ہے۔ اور سمندر فیروزے کے دکھائے گئے ہیں۔

قدرتی سیاہی کا درخت۔ نیو گرینیڈا میں ایک قسم کا درخت پیدا ہوتا ہے جس کو ایک سیاہی کا درخت کہتے ہیں۔ اسکا رس خالص سیاہی کی طرح مستعمل ہوتا ہے۔ اس سے لکھے ہوئے حروف پہلے سرخ پھر سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اور صفحہ قرطاس سے محو نہیں ہوتے۔

ملکہ معظمہ کی پرائیویٹ ریل گاڑی کی قالین کی قیمت ۵۰۰ پونڈ ہے۔ یہ جو چاندی کے ڈنڈے ہیں آرائش میں اور ڈنڈے چھوٹی چھوٹی سنہری صورتوں پر جنکی ہر ایک کی قیمت دس گنی ہے رکھے ہوئے ہیں۔ دروازوں کے دستوں کی قیمت ۵۰ پونڈ ہے۔ کل ستون میں ۴۰۰۰۰ پونڈ کی لاگت آئی ہے۔

سن ہجری چونکہ قمری گردش کے حساب سے محسوب ہوتا ہے۔ اور اسی لئے عیسوی سن کی نسبت دس روز چھوٹا ہوتا ہے یعنی ۳۲ سال کے بعد ایک سال کا فرق پڑ جاتا ہے اس حساب سے ۲۰۹۵۰ سال کے بعد عیسوی اور ہجری سن برابر ہو جاوینگے اور ۲۳۰۱ سال بعد ہجری سن ہندوؤں کی سمت کے برابر ہو جاویگا۔

نیا شہر۔ آبشار نیاگرا کے کنارے پر علم حال کے اصول پر ۲۵ میل مربع میں ایک شہر تیار ہوتا ہے جس میں روشنی اور گرمی قوت برقی کے ذریعہ سے پہنچائی جاویگی۔ اور ہر طرح سے آرام اور فوائد اس شہر کو پہنچینگے جو شاید دنیا میں کسی کو میسر نہوں۔ کیونکہ جو قوت برقی اس روشنی اور گرمی کی بہم رسانی کے لئے درکار ہوگی وہ اس دریا کے عظیم الشان آبشار سے مفت حاصل ہو جایا کریگی۔

ایک جدید قسم کا بلاٹنگ پیپر ایجاد کیا گیا ہے جو کاغذ سے سیاہی کے داغ دور کر دیتا ہے۔

دنیا میں سب سے گراں قیمت دوائی فیسو سٹگمی ہے جو لدہانہ امراض چشم میں استعمال کی جاتی ہے۔ جس کی ایک سیر کی قیمت

خطبۂ موعظت

جو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء مطابق ۱۳ رمضان الکریم ۱۳۱۶ ہجری المقدس کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

الحمد للہ رب العالمین مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولٰئک سیرحمهم اللہ ان اللہ عزیز حکیم۔

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار رہتے ہیں۔ اور پسندیدہ باتیں دوسرے لوگوں کو سکھاتے۔ اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد فضل کریگا۔ اور ان کی کوششوں کو بامراد کریگا۔ اللہ تعالیٰ بہت عزت والا اور حکیم خدا ہے۔ اسکی باتیں بڑی پکی ہیں اور وہ ٹلتی نہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس مضبوط اور مستحکم قاعدہ کو بیان فرمایا جو کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے لئے اس نے مقرر فرمایا ہے۔ وہ قوم وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں جو سب سے اوّل اور بہتر بالشان نشان ان کا ایمان ہے۔ وہ مومن ہوں خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں بلحاظ ایمان۔ رکھنے کی حالت میں ان کی کامیابیاں اور برکات الٰہیہ کا موعود ہونا اس جنس کے لحاظ سے نہیں ہوگا جو عام طور پر ان میں بطور امتیاز قائم ہے۔ بلکہ مساوات ہوگی۔

دوسرا نشان ان کا یہ ہے کہ صرف ایمان ہی نہیں بلکہ ان کے باہمی تعلقات میں محبت اور موافقت ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے اس دنیا کے نظام میں ایک یہ ضروری بات رکھدی ہے کہ وہ اتفاق باہمی اور نیک نیتی سے چلتا ہے۔ ایک دوسرے کی سچی اعانت اور حقیقی ہمدردی اور باہمی امداد سے کل انتظام وابستہ ہے۔ جہاں اتفاق نہ ہو۔ بلکہ پھوٹ ہو۔ دل اور زبان ایک نہیں ایک دوسرے کی جڑ کاٹنے کی فکر میں ہو۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کی تذلیل اور تحقیر کے درپے ہو۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی برکت نہیں آتی۔ بلکہ وہ جگہ۔ وہ قوم۔ وہ جماعت جس میں پھوٹ اور نفاق ہے اسکا نام و نشان اٹھ جاتا ہے۔ اور وہ ذلیل و تباہ ہوکر خاک میں مل جاتی ہے۔

اس سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے نشان بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ ان صفات سے بالکل برخلاف ہیں۔ یعنے وہ باہم ایک دوسرے کے معاون اور سچے غمخوار نہیں ہوتے۔ ان میں موافقت اور مواسات باہمی حقیقی طور پر نہیں ہوتی۔ ان کے دل اور۔ اور زبان اور ہوتی ہے۔ وہ کسی مجلس میں نیک بات سیکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نہ کسی کو کوئی بھلی اور پسندیدہ بات بتلاتے اور نہ بری باتوں سے روکتے اور منع کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا نشان بتلایا کہ اولٰئک هم الخاسرون یہ لوگ کامیاب نہیں ہونگے۔

چونکہ یہ بات ضروری اور واقعی تھی کہ معلوم ہو کہ ایک جماعت واقعی سچا اتفاق رکھتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اسکے دلوں میں الفت اور سچی محبت ہے۔ اور ان میں نفاق کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔ پس یہ بات آسانی سے معلوم ہوگی۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ لیکن کسی درخت کے نیچے کھڑے ہوکر اسکی بابت کسی منطقی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ گل کی رگیں پھیلا پھیلا کر گفتگو کی حاجت نہیں۔ بلکہ اسکا پھل ایک زبردست شہادت ہے۔ پس آسان بات ہے کہ اسکا پھل چکھ لیں۔ اسطرح پر اللہ تعالیٰ نے ایک پھل بتلایا ہے اولٰئک سیرحمهم اللہ یعنے آخری کامیابی دکھا دیگی۔ کہ وہ حقیقتاً مومن ہیں۔ اور تمام صفات موصوفہ کے سچے مورد و موصوف ہیں۔ اور ایسے لوگ یقیناً ان بد نتایج سے محفوظ رہینگے جو یقیناً بدکردار منافقوں کے شامل حال ہوا کرتے ہیں۔

اس اصول کی صداقت کے لئے ایک بڑی بھاری جماعت صحابہ کی شہادت موجود ہے۔ اگر کوئی شخص خیرگی اور بیحیائی سے یہ کہے کہ ابوبکر صدیق کی پارٹی اور علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں کوئی دھڑہ بندی نفاق عداوت اور دشمنی تھی۔ اور وہ اپنے اس قول کی تصدیق کے لئے ہزار ہا ہزار کتابیں بھی سند میں پیش کرے تو قرآن کریم جیسی زبردست سچی اور محکم و منفصل تاریخ کی شہادت کے سامنے جبکہ وہ اسکو غلط بتلاتا ہے۔ ان کی کچھ وقعت اور حقیقت نہیں۔ اور ایسا دعوے کرنے والا خدا سے نہ ڈرنے والا بیباک اور گستاخ انسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ وہ دکھا دیگا کہ مومن کون ہیں؟

مدینہ میں دو قسم کے لوگ تھے ایک منافق جن کو کہا ہے اولٰئک حبطت اعمالهم۔ وہ بھی ہر ایک قسم کی تدابیر اور کوششوں سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے واسطے کیا کچھ نہیں کرتے ہیں؟ یہاں تک کہ ہر ایک قسم کے ناپاک اور گندے منصوبے فریب و مکر اپنے کام کی رونق کے لئے روا رکھتے ہیں۔ مگر نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ وہ تمام مساعی اور کوششیں بے سود اور اکارت جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہاجرین کی برگزیدہ گروہ کو سند خلافت پر بٹھا کر خدا نے فیصلہ کر دیا کہ حقیقی مومن کون تھے؟ اور اس نتیجہ حقہ نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ آمر بالمعروف ناہی عن المنکر اور مطیع اللہ و رسول کے تھے۔ اور اس کے خلاف جو الزامات و مطاعن ان کی طرف منسوب ہیں۔ ظالم دلوں کی خباثت باطنی کے سرجوش ہیں۔

ان امور کے لئے ہم کو کسی تاریخ کی شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو زبان سے کہنے کی حاجت نہیں ان کی کامیابی نے ان کے عمل نمونوں نے اس امر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمانہ کی ابدی تاریخ پر لکھدیا ہے۔ کہ وہ المؤمنون والی جماعت تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے عظیم الشان فضل سے قیامت تک مہر لگا دی کہ واقعی مومن ہیں کیسا عظیم الشان ثبوت ہے اور کیا حیرت انگیز بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا ثبوت مشکل ہوتا۔ اگر ایسا اتفاق۔ ایسا اتحاد۔ اور ایسی یگانگت ان جنگجو۔ تند خو قبائل کے درمیان پیدا نہ ہوتی۔ وہ جیسے گلے ملے۔ اور جس کشادہ پیشانی اور محبت سے ملے۔ ممکن نہ تھا۔ مگر یہ اس هادی کامل هادی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی تھی جس نے ان پر ایسا اثر کیا کہ ان کی اس فطرت تک کو بدل دیا جو عادت کے بعد ہو گئی تھی۔ اور ایسا بنا کہ بعضهم اولیاء بعض بنا دیا۔ غرض ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک اصول اور گر بتلایا ہے۔ جس سے کوئی قوم اور جماعت اور اسکے افراد بامراد اور کامیاب ہونے کے قابل ٹھہر سکتی ہے۔

میرا مطلب اس وقت ان آیات کے پڑھنے سے خصوصاً اپنی جماعت کو متوجہ کرکے ایک بات کا بیان کرنا ہے یہ امر میں نے متعدد مرتبہ بھی بتلایا ہے۔ کہ اس آیہ میں کسی قوم کے مفلح اور رحم کے وارث ہونے کے لئے ایک خاص اصول ہے۔ اس کا پہلا نشان تو ایمان ہے یعنے سچا ایمان اپنے تمام لوازم کے ساتھ پیدا ہو۔ تاکہ وہ مومن کہلا سکیں۔ ورنہ زبانی اقرار، فرضی ایمان تو منافق میں بھی ہوتا ہے۔ نہیں۔

دوسرا نشان یہ ہے کہ ایک دوسرے کو معاون اور مددگار ہوں۔ ایسے طور پر کہ گویا ایک دل ہو جاویں۔ اور ایک دوسرے کے کاٹے سے اور زبان میں ایسے شریک ہوں کہ گویا وہ اسکا ذمہ وار ہے۔ یہ ایک عظیم الشان بات ہے جو ہم کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ اسلام کا اصل فضل اور برکت دنیا میں توحید پھیلانا ہے۔ اور وہ ہر معاملہ میں اتحاد اور یگانگت چاہتا ہے۔ عبادات۔ معاملات۔ معاشرت تمدن غرض ہر بات میں اسکا مقصود اور موضوع یہی وحدت ہو پس ایک خدا کو ماننے والے متفرق اور پراگندہ ہوں۔ اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور رفیق نہ ہوں۔ یہ مومن کا کام نہیں۔ یہ اسلام کا منشا نہیں۔

تیسرا نشان یہ ہے کہ دوسروں کو نیک مشورے دیتے اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ یہ بات جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں۔ باہمی سچی الفت اور سچے پیار سے پیدا ہوتی ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ کسی کا گھر جلتا دیکھ کر دور سے کھڑے تماشا دیکھتے اور ہنستے ہیں کہ ہمارا گھر دور ہے مگر یاد رکھو کہ یہ کامیابی کے لچھن نہیں ہیں۔ یہ تو ذلت اور ادبار کے نشان ہیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ **امر بالمعروف نہی عن المنکر** کے لئے دل میں سچی خیر خواہی اور محبت ہو۔ جیسا اپنی ذات خاص کے لئے کوئی بات چاہتے ویسا ہی اپنے بھائی کے لئے چاہیے تو یہ خوبی ہوتی ہے کہ امر بالمعروف کرسکے اور بری باتوں سے روک سکے۔ آج ہر شہر اور قصبہ میں بڑی بڑی مجلسیں انجمنیں ہیں انکا پہلا اصول بدقسمتی سے یہ ہے کہ کسی کو ملامت نہ کی جاوے۔ یہ دل آزاری سمجھی گئی ہے۔ شراب پینے سے روکنا۔ زناکاری سے باز آنے کی ہدایت کرنا۔ ان باتوں سے ان کو کچھ سروکار نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس طریق پر ہر دلعزیزی پیدا کریں۔ اور اپنے مقاصد پر کامیاب ہوں۔ اور یہ وہ مقاصد دنیوی فلاح اور بہتری کو بتلائے جاتے ہیں۔ آہ! صد آہ!!! - ان لوگوں کی روح میں جب سچی تڑپ نہیں۔ وہ سوز اور درد ان کے اندر پیدا نہیں ہوا جو قوم کو قوم بنانے کیلئے ضروری ہے تو ان کی لمبی چوڑی تقریریں۔ اسپیچیں قومی مرثیے۔ اور نوحے کیا کرسکتے ہیں؟ دین کی عزت اور عام خلق اللہ کی سچی بھلائی جو دین سے حاصل ہوتی ہے مقصود نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ممکن ہے کہ اس اتفاق اور ظاہری اتحاد کی وجہ سے کچھ آثار کامیابی کے دیکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مساعی کے اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور ہر فعل پر نتائج مترتب کرتا ہے۔ مگر آخر آخر میں یہ وہی ناکامی ہوگی۔ مایوسی اور ابدی اضطراب ہی

اللہ تعالیٰ نے ایک مجلس قائم کی جسکا صدر مجلس وہ کامل انسان تھا جسکا نام محمد رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس مجلس کا نشان یہی بتلایا ہے کہ وہ سچی خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھ یامرون بالمعروف اور ینہون عن المنکر کی مجلس ہے اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر طبعی طور پر فطرتی تقاضے سے روح کی تڑپ اور سوزش سے ہوتا ہے۔ اس میں اپنے نفس کی خواہش اور جذبات کی آمیزش نہیں ہوتی کیونکہ یہ ممکن ہے کہ دوسرے کو امر بالمعروف کرتے ہوئے سینہ میں یہ بات پیدا ہو کہ میں اس سے بہتر ہوں اور یہ اظہار تکبر منشاء اس کی تذلیل اور تحقیر کا خیال دل میں پیدا کرے۔ پس یاد رکھو کہ اس فائز المرام ہونے والی جماعت کے اندر یہ جذبات اور خیالات نہیں ہوتے۔ ان کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک روح کے تقاضے سے ہوتا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ۔ اور مبارک ہے وہ جماعت جس کے اندر یہ صفات ہوں! و قلیل ماھم۔

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض رکھنا۔ اور اسی کیلئے حب رکھنا کہنے کے لئے آسان باتیں ہیں۔ مگر حقیقت اسکو وہی سمجھ سکتا ہے جسکا سینہ سکینت کی برکت سے دھویا ہوا ہو۔ اور شرح صدر ہو چکا ہو۔

لوگ کہتے ہیں کہ وہ شخص جو مامور من اللہ کہلاتا اور امام ہونے کا مدعی ہے۔ اپنے مخالفوں کی طرح ان کے حق میں سخت الفاظ بولتا ہے۔ اسمیں اور انمیں کیا فرق ہے؟ ہم اپنی فراست۔ دراز تجربہ۔ روح پاک کی مدد سے اسبات کو دریافت کرسکتے ہیں۔ اور یہ علانیہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ جوش نفس۔ غلبۂ انتقام حیوانی جذبات اور عداوت کے تاریک غبار سے دب کر نہیں بولتا۔ بلکہ جب وہ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کیلئے بیٹھتا اور قلم اٹھاتا ہے۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے جو کچھ بولتا ہے بولتا ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ عام مجلسوں میں جب وہ بیٹھتا اور ان مخالفوں کا ذکر سنتا یا کرتا ہے تو اسکے چہرہ پہ تغیرات۔ سوزش۔ اور جلن اور خفگی کے آثار پیدا نہیں ہوتے۔ وہ نہایت فراخدلی سے ان کی گندی اور ناپاک گالیاں جو ایک شریف دل انسان اپنے مونہہ سے نکال نہیں سکتا سن جاتا ہے مگر اس سے اسکے دل پر کوئی حیوانی جذبات کا اثر پیدا نہیں ہوتا۔ یہ بعینہٖ اس مجسٹریٹ کی طرح ہے جو جب اپنی کرسی عدالت پر بیٹھتا ہے تو کسی کو سزا دیتا ہے اور کسی کو ڈگری دیتا ہے۔ مگر گھر میں مجلسوں میں دوستوں سے جب ملتا ہے تو نہایت فراخدلی اور کشادہ پیشانی سے ملتا ہے معلوم ہوا کہ اسنے صرف ڈیوٹی کو ادا کیا ہے۔ اپنے جذبات نفس کا غلام بنکر نہیں کیا۔ مگر میں ان مخالف مولویوں کو دیکھتا ہوں کہ کسی تقریب کی وجہ سے نہیں۔ بے محل گندے اور ناپاک ذکر کرتے ہیں۔ اور چہرہ متغیر ہو جاتا ہے گویا اندر ہی اندر کوئی بات کباب ہو رہی ہے جسکے انتقام کے لئے یہ باتیں کرتے ہیں یہ صاف فرق ہے۔ پس جسکے اندر غلاظت نہیں جو سکینت اور استقلال کے برف سے دھویا ہوا سینہ رکھتا ہے شرح صدر جسکا ہو چکا ہے وہ اپنی باتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسکا حق ہے مبارکی ہو اس کو! یہ تاج اسی کے سر پر سجتا ہے۔ کیونکہ خدا نے خود اپنے ہاتھ سے اسے مسح کیا۔ اور حیوانی جذبات سے پاک صاف کردیا۔ نور۔ ہدایت۔ خیر خواہی۔ اور عام ہمدردی سے اسے بھر دیا ہے

مگر میرے دوستو! یہ تو بتلاؤ کہ کیا کوئی شخص عطر فروش کے پاس بیٹھتا ہے۔ وہ اس خوشبو میں سے کچھ بھی حصہ نہیں پاتا اور ضرور لیتا ہے! پس کیا یہ ضروری نہیں کہ ہم امام کے پاس بیٹھ کر اس سے ایک ایسا تعلق پیدا کرتے ہیں جو بیٹے کو ماں باپ سے ہوتا ہے۔ یا کسی عضو کو جسم کے ساتھ پھر اس سے کچھ حاصل نہ کریں اسکے اخلاق و عادات سے حصہ نہ لیں یہ ضرور اور بہت ضروری ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یاد رکھو اور یہ یاد رکھو کہ ہم نے اس کو

پہچان کر بھی نہیں پہچانا!

لہٰذا ہم کو ضرورت ہے کہ اسکے حصہ دار ہوں اور اس کلام کے مصداق ہوں جیسا کہ میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ ہمیں سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہونا ضروری ہے۔ پھر اس فرمان کے مصداق ہونگے کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر۔

یاد رکھو کہ امر بالمعروف کرنے سے ہی خیر امة کہلا سکتے ہو اور اسکی توفیق تب ہی ملتی ہے جب کہ سچا اخلاص اور باہمی اتحاد ہو۔ بسا اوقات دھوکہ لگتا ہے کہ امر بالمعروف کرنے سے فساد عظیم ہوگا۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے جو سچے اخلاص کی راہ میں ایک سدّ راہ ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس کا سچا اور عمدہ طریق یہی ہے کہ پہلے آپس میں تعلقات ٹھیک ہوں۔ خانہ جنگی سے پرہیز ہو۔ اس سے ایک اور بڑا فضل اللہ تعالیٰ کا یہ ہوگا کہ قیام نماز اور ایتاء زکوٰۃ کی توفیق ملیگی۔ اس ہادی کامل پر بے انتہا درود ہو۔ نماز کا کیسا عمدہ اور احسن طریق نکالا کہ ہو سکتا ہے کہ گوشہ تنہائی میں عبادت کرنے سے دل میں ذوق اور جوش اور رقت پیدا ہو۔ اور اس مطلب کے لئے ایک اس قرآن میں ملتا ہو اور دوسرا اس کو سنتے ہیں۔

مگر اسنے ہی وحدت کی تہ تک پہنچنے کیلئے عبادت کے طریق کو بھی ایک ایسی مرکز پر رکھا ہے۔ پانچ وقت ایک مسجد میں اکٹھے ہوں۔ ملاقات ہوتا ہے۔ شانہ بشانہ ملے اور پاؤں سے پاؤں۔ کیا غرض ہے؟ یہی کہ باہم وحدت پیدا ہو۔ اتصال ہو۔ جسم میں بھی فرق نہ ہو تو بعضهم اولیاء بعض کے مصداق ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کا جسم اور ایک جماعت ہو جاؤ۔

ہم بھی اللہ تعالیٰ کے رحم کے امیدوار ہیں۔ اب بھی اسنے ایک مجلس قائم فرمائی۔ ہاں! خدا نے ہماری مجلس مقرر کی ہے ایک منقول شان کی۔ صدر مجلس مقرر کیا ہے جسکی اطاعت اور محبت کے سبب سے ہم کو امید لگ گئی ہے کہ ہم بھی سیدنا محمد رسول اللہ کی شیریں آواز خدا سے [illegible] ورثہ ان ہی برکات کے وارث ہوں۔ کیونکہ خود خدا نے اپنی رحمانیت سے ایک نور ہم میں بھیجا اور محض اپنے فضل سے ہم کو کسی عمل سے اس کی شناخت کی توفیق دی ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

پس اب ہم بھی اس جماعت کی طرح جنکا معلم ہادی کامل تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل و اسکے رحم کے امیدوار ہیں کہ آخرین منھم کی جماعت میں داخل ہونے کے باعث اُس رحم کے وارث ہوں!!!

یہ کام بڑا ہے۔ بہت ہے۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اسکے حصول کیلئے بھی گُر ہے کہ اپنے دوستوں کے سچے ہمدرد اور غمخوار بن جاؤ۔ اور اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول میں صدق دل سے قدم اٹھاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ کا رحم اسکا فضل ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپکو اسکی توفیق دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین!!!

ایڈیٹوریل

خیر و سعادت کی فلاسفی

(نمبر ۳)

سادساً۔ اس زندگی اور اسی جہان میں ہر ایک طرح کی بدکرداری اور بد اطواری سے منزہ و مبرا ہو کر عالم بالا کے رہنے والوں کی مانند ذوالجلال والاکرام خدا کا قرب حاصل کرے۔ اور یہ امر ہمارے خیال میں بالکل بدیہی امر ہے کہ جب یہ زندگی جواب ہے نہیں جب تک اپنے آلات کو بغیر فضیلتوں کا اکتساب نہیں کر سکتی اور اسی جہت سے سعادت تام کا نام اس پر صادق نہیں آتا۔

الغرض یہ چھ فضیلتیں جس انسان میں ہوں اسکو کامل انسان اور سعید مطلق ایک معنی سے کہنا چاہیئے۔ ورنہ [illegible]۔ ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ سعادت کی بعض امور میں بقدر نقصان ایک نقص رہجائیگا۔ مگر سعادت کے طالب کو لازم ہو کہ اپنے تمام حواس و قوتوں کو حکمت کے قانون سے قوت عاقلہ کے تحت حکم رکھے۔ اور بہت احتیاط کرے کہ اسکی مخالفت حتی الامکان ظہور میں نہ آئے۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انسان جب تک کہ اس عالم میں ہے تو حال کے تغیر سے جو مادہ کا موجب ہوتا ہے صحیح و سالم نہیں رہ سکتا۔ پس ہر حال میں جو بات لائق تر و افضل تر ہو حکمت کی رو سے اختیار کرے جیسے معیشت کی دو قسمیں جبر کرے۔ اور تونگری میں سخاوت کرے۔ اور فقیری کے ایام میں تحمل کو کام میں لاوے تاکہ ہر حالت میں کامل سعید ہو سکے نہایت مناسب اور اچھا تو یہ ہو کہ وقت شدائد میں ایسے افعال حمیدہ انسان سے صادر ہوں زیبا تر ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] اسکات وغیرہ حکمائے زمانہ نے اس خراب تحقیق میں جب کچھ جان بین کی ہے۔ اور نتائج نکالے ہیں۔ جنہیں ہم مختصر طور پر لکھتے ہیں۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہ امر یقینی طور سے قابل پذیرائی ہے کہ انسان کو روحانی فضیلت جو فرشتوں کے مناسب حال ہے میسر ہو سکتی ہے۔ اور ان کی رائے میں یہ بات بھی بلاشبہ سچ ہے کہ انسان کو جسمانی فضیلت بھی حاصل ہو سکتی ہے کہ جس میں وہ بہائم کے ساتھ ایک طور پر شراکت رکھتا ہے۔ مگر چونکہ اسکو چند روز اس فانی دنیا میں بسر کرنا ہے۔ لہٰذا واجب ہے کہ اپنے ابدال اوقات کو جسمانی فضیلت کو حاصل کرنے میں فتور اور قصور ظہور میں نہ آنے دے بلکہ یوں چاہیئے کہ جسمانی فضیلت کو حاصل کرکے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں ہمت مصروف کرے تاکہ جب اس ناپائدار عالم سے کوچ کرکے ابدی جہان کی طرف انتقال کرے۔ تب فرشتوں کی ابدی اور لازوال مصاحبت میں شامل ہو۔

پس ایسے بیدار مغز انسان کی نسبت جو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے کے بعد دل و جان سے روحانی فضیلت کو حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں لاوے سعادت کا اطلاق جائز ہے۔

☞ **ہزارہا دلائل سے یہ بات** پایہ اثبات کو پہنچ چکی ہے کہ جب ایسا سعید انسان اس بے ثبات عالم سے غیر فانی جہان کی طرف رحلت کرتا ہے تو وہ بدنی سعادت سے بے پرواہ ہو کر ابدی نور کے مشاہدہ میں غرق ہو کر سعید کامل ہو جاتا ہے۔ اور اس امر پر تمام اہل دانش کے زمانہ کے فیلسوف متفق ہیں کہ ہر ایک شخص جو جسمانی فضیلتوں میں تو لیاقت پیدا کر لے اور روحانی فضائل سے محروم ہے تو ایسے شخص کو بہائم سے نسبت دیتے بلکہ ان میں سے شمار کرتے ہیں لاریب یہ بات دائرہ رد کرنے کے لائق نہیں کہ انسان کے واسطے خیر اور سعادت ایک چیز ہے۔ اور یہ کہ اُسکو اسکے حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

فی الجملہ ہمارے مخلص ناظرین خیر اور سعادت سے اصلی مطلب کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے اور انکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اسی امر کو نیت انسان اپنی خاتمہ ہستی کا اصلی مقصود سمجھتا ہے۔ پس اس صورت میں ہم پر لازم ہے کہ بجائے تعصب کو راہ دینے اور ان اصولوں میں جو مختصر طور پر بتلائے گئے ہیں غور کریں اور غور کے بعد بڑی دلسوزی سے عمل میں لائیں۔ اب ہم اس مضمون کو اس نوعیت میں یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز ایک یا دو ہفتہ کے وقفہ سے اسی مضمون پر صوفی ازم کے رنگ میں بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بالآخر ہم ایکبار اور اپنے وثیقہ رس اور بالغ نظر ناظرین سے گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ انسانی ہستی کا مدعا اور مقصد یہی ہے۔ خواہ ان سے انکوں کے اول نہال پر کسیطرح بیان کریں اسلئے اسپر دلچسپ مضامین لکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل اور احسان ہے کہ ہمارے الحکم کے ناظرین میں بڑے بڑے جید۔ وحید العصر علامہ روزگار فاضل موجود ہیں۔ اسلئے ہم مایوس نہیں کہ ہم کو انکی بیش بہا تحریروں کے شائع کرنے کا موقع ملے گا۔

عبد الرحمٰن

(نمبر خامس ۵)

گذشتہ نمبر میں ہم نے عبد الرحمان کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت کو بیان کیا تھا۔ چونکہ اس نمبر میں قبل ازیں کہ ان صفات عباد الرحمان پر بحث کیجاوے ان تینی امور پر بحث کرنی ہوگی جو ان صفات ثلاثہ کے نہ کرنے والے کے نتائج۔ اور پھر ان نتائج بد کو محفوظ رہنے کے اسباب کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں لہٰذا ہم ان صفات ثلاثہ پر پھر ایک نظر کیجئے۔ اور وہ یہ ہیں۔

والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ۔

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں بناتے۔ اور ایسی جانوں کے قتل ناحق کے مرتکب نہیں ہوتے جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔ یا جن کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔

والذین لا یدعون پر نظر ۔ اور شرک پر مختصر ریمارک } اس آیۃ کا اول حصہ والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ایک ایسا حصہ ہے کہ اسپر تدبر کرنے سے کئی ایک باتوں کا حل ہو جاتا ہے۔

اوّلاً اس میں شرک کی فلاسفی بتلائی ہے۔ شرک کے معنے ہیں "اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے وہ افعال ادا کرنا جو اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفات و اسماء کو دوسرے کے واسطے تجویز کرنا" ہم سمجھتے ہیں کہ شرک کی کل عام اقسام میں ریا بھی ضمناً داخل ہے۔ بہرکیف مطلب شرک کیا ہے؟ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ (جو جامع جمیع صفات کاملہ اور منزہ تمام صفات رذیلہ و باطلہ سے ہے) کے ساتھ دوسرا الٰہ بنایا جاوے اور اس دعوت الٰہ ماسوی اللہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی یہ **شرک فی العبادت** کے رنگ میں ہوتا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا۔ **شرک فی الاطاعت** یعنے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابل کسی اور کا حکم مان لینا اور **شرک فی المحبت** غیر اللہ کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درجہ دینا۔ اور **شرک فی الالوہیۃ** یعنے رضائے الٰہی کے ارادہ کی طرح مخلوق کو بھی کچھ لینا۔

یہ اقسام شرک نفس الامر میں **شرک فی العبادۃ** کی شاخیں ہیں۔ اور انہیں ایک باریک فرق ہے جو تنے اور شاخ میں ہوتا ہے۔ یہاں یہ مضمون بالذات مقصود نہیں اسلئے ہم مفصل بحث کو کسی دوسرے وقت پر بشرط توفیق الٰہی اٹھا رکھتے ہیں۔

غرض یہ ہوا کہ دعوۃ اللہ میں غیر کو شامل نہیں کرنا چاہئے۔

ایک نکتہ لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر پر بڑی غور کرنے کے بعد ہمارے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسم ذاتی **اللہ** ہے جس کے معنے یہی ہیں کہ جو تمام محامد کا مستحق ہے وہ ہی **اللہ** ہے۔ اور دوسرے اسماء الٰہیہ جو صفات الٰہیہ کو بیان کرتے ہیں وہ اسی اسم اعظم کے مظہر ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ نظام عالم ان صفات الٰہی کے تحت میں ہے۔ اور وہ بلحاظ اپنی عمومیت کے کبھی کبھی ان لوگوں کی صورت میں اپنا جلوہ دکھا دیتے ہیں جو کامل سعید ہوتے ہیں اور قرب الٰہی میں اعلیٰ مدارج پر پہنچ جاتے ہیں۔ جیسے مثلاً رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی آیا ہے۔ رؤف۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر۔ الغرض صفاتی اسماء دوسرے لوگوں پر بھی ایک معنے سے اطلاق پا سکتے ہیں۔ اور پاتے ہیں۔ پس ہمارے خیال میں لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر میں دعوۃ اللہ کے ساتھ دعوت الٰہ باطلہ کی نفی بتلا رہی ہے۔ کہ توحید کا اعلیٰ اور انتہائی نقطہ یہی ہے کہ ہر بدی سے منزہ اور ہر صفات پسندیدہ سے موصوف ہے جو ذات اللہ ہے۔ اسکے رنگ میں کسی اور کو شریک کیا جاوے۔ اس سے ایک خوردل پیدا ہوتا ہے۔ کہ اللہ کے لفظ میں کسقدر عظمت اور عزت مقصود ہے۔

دعوت الٰہ باطلہ کے نتائج اور توحید الٰہی کی دلیل پر لطیف بحث } غیور خدا کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی صفات اور محامد کا مستحق اور لفظ اللہ کے ذاتی اور صفتی محامد کا مورد کوئی اور ہستی اشتراکاً یا کلیتہً بھی ہو۔ اسلئے اس دعوت سے بڑے بڑے فساد عظیم پیدا ہوتے ہیں اور یہ امر بھی کچھ کم قابل لحاظ اور لائق غور نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن کریم کے ایک مقام پر ابطال شرک کی دلیل ایک محکم دلیل فرمائی ہے۔ **لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا** ۔ یعنے اگر زمین و آسمان میں ایک معبود برحق کامل صفات کا موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ اور پاک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو ایک فساد عظیم پیدا ہو جاوے۔ اس آیۃ پر جسقدر غور کرو گے یہی معلوم ہوگا کہ یہ امر تو بالکل معلوم ہے کہ دوسرا الٰہ ہو۔ پھر اسکے بیان کرنے کی کیا حاجت تھی؟ اسلئے ایک ظاہر بین یہ اعتراض کریگا جو ہم نے استفہامی طور پر حل کر دیا ہے۔ کیونکہ اس دلیل سے ہم کوئی استفادہ علمیہ نہیں کر سکتے۔ [illegible] اس دلیل کی تنقیح کی ہے اور شاید [illegible] توحید پر ایک کامل دلیل ہے۔ مثلاً انہوں نے کہا

اگر دو خدا ہوں اور زید ایک شخص کی نسبت ایک خدا سکون کا ارادہ کرے اور دوسرا حرکت کا تو چونکہ ان دونوں میں سے آن واحد میں زید ایک فعل کر سکے گا اس لئے دوسرے کا ابطال لازم آیا۔ اور جو فعل کہ زید سے سرزد ہو گا حرکت یا سکون اوس کا ارادہ کرنے والا غالب خدا ٹھہرے گا غرض اس قسم کی طویل بحثیں کی ہیں۔ جو اپنی جگہ صحیح ہونگی اور ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اسکے متعلق ہم کو ایک بات سمجھائی ہے۔ جس سے مندرجہ بالا اعتراض حل ہو جاتا ہے۔ ہم اوس کو ذرا وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔

یہہ امر تو خوب ذہن نشین ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہونے سے فساد عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر از کم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر غور کرنے سے جہاں شرک کا ذکر آیا ہے یہہ بات خوب سمجھ میں آ سکتی ہے قرآن کریم نے شرک کے مختلف نام رکھے ہیں جو اس کے نتائج کے لحاظ سے ہیں۔ افترا اثماً عظیماً۔ ضلالت۔ ظلم عظیم وغیرہ

بالفعل دنیا اور اوسکی حالت کی طرف غور کرو کیا فساد عظیم ہو رہا ہے یا نہیں؟ ماننا پڑے گا کہ بیشک کیونکہ مشاہدہ صحیحہ باطل نہیں ہو سکتا ہزار ہا ہزار انسان کیا دنیا میں بے سرو سامان دربدر مارے نہیں پھرتے؟ کیا ایسے لوگ بکثرت نہ ملینگے؟ جن کا شیوہ جھوٹ اور افترا ہے۔ غرض ہم اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ دنیا کی حالت میں ایک فساد عظیم کا نمونہ نظر آتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے آلہ ثانی کے ہونے کا۔ سوالا کہ لو کان فیھما الھۃ اس کے خلاف صریح ہے۔ یعنی دوسرا آلہ ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور بیشک یہہ سچ ہے کیونکہ با این ہمہ اللہ ذوالجلال اگر دوسرا آلہ ہو سکتا ہے تو پھر حقیقی اور زندہ آلہ وہ ہو گا نہ وہ جس کے واسطے دوسرا پیدا ہو سکے۔ لیکن یہہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ کوئی اور آلہ اب نہیں بنتا۔ ازلی اور ابدی آلہ موجود ہے پھر اس آیت کے معنے کہ لو کان فیھما کیا ہو سکے؟

ہماری خیال میں اس آیت کے معنے وہی ہیں کہ دعوت ماسوے اللہ سے فساد عظیم پیدا ہوا اور جو لوگ کا ید عون مع اللہ الھا آخر کے مصداق ہیں وہ اسی کرب۔ قلق۔ اور فساد عظیم سے بری۔ اور راحت کی گود میں پرورش پاتے اور بسم اللہ کے گنبد میں بسر کرتے ہیں ہم اس امر کو پھر کھول کر کہے دیتے ہیں۔ کہ دنیا اور آخرت کی تمام تکالیف اور مصائب اور ہر ایک قسم کے فساد اور شر کا باعث یہی دعوت آلہ باطلہ ہوتی ہے جن کو خدا عزیز کی غیرت کبھی پسند نہیں کرتی۔

اب یہہ مشاہدہ میں آئی ہوئی دلیل بالکل امر یقینی ہے اور اس میں چون وچرا کرنے کی گنجائش نہیں۔ دنیا میں ذلت۔ محکومی اور ہر قسم کی جہالت۔ اختلاف۔ توہمات شرک ہی کے نتائج بد ہیں جو ہم ان قوموں میں دیکھ سکتے ہیں جو اس بلاء عظیم میں مبتلا رہیں۔

ہم ایک فقرہ میں اس بحث کو فی الحال ختم کر دیتے ہیں کہ دنیا کی تمام بدیاں دکھوں کو پیدا کرتی ہیں اور تمام بدیاں باریک در باریک طور پر شرک ہی کے نتیجے ہیں اس مضمون پر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایک مبسوط بحث کا ارادہ ہے اور وہ اپنے فضل سے شرک سے ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو محفوظ رکھے۔ آمین!!!

شرک کے دو خطرناک نتائج

اس آیت میں لا ید عون مع اللہ الھا آخر کے ساتھ ہی قتل نفس اور زنا سے بچنے کا بھی ارشاد فرمایا ہے یعنی شرک کے نتائج کی آخری اور انتہائی حد قتل و زنا تک پہنچتی ہے اسی لئے اس دعوت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان دو افعال ذمیمہ کا ذکر فرمایا ہے قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر اگر غور کیا جاوے۔ اور ایک کو دوسرے سے ملا کر سوچا جاوے تو نہایت ہی عمیق مسئلے یہہ امر سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ (باقی پھر کسی نمبر میں)

مراسلات

غاصبان فدک

{ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے}

فدک کی بابت جیسا کہ مشہور ہے علاقہ خیبر میں یہودیوں کا ایک گاؤں تھا جو مفتوح بلا حرب و ضرب صلحاً نصف پر بطور صلح کے آنحضرت صلعم کے قبضہ آیا تھا اس میں کچھ چشمے اور کھجور کے درخت تھے۔ دیکھو قاموس۔ لسان العرب۔ اور اسکی آمدنی کے مصرف جیسا آیات سورہ حشر ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل سے ظاہر ہے کہ جو فے رسول خدا صلعم کو حاصل ہوا۔ وہ خدا اور اس کے پیغمبر اور آپکے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے کام میں لانے کے لئے ہے) اس خدای پاک کا حکم تھا خود رسول صلعم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں یہی تمام مستحقین پر تقسیم ہوتا رہا۔ نہ کسی خاص شخص پر لیکن ہمارے شیعہ بھائی کہتے ہیں کہ فدک پر صرف جناب سیدہ علیہا السلام کا حق تھا۔ اور ان کو خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل ہبہ کر دیا تھا۔ اور بعد وفات جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جناب صدیق اکبر نے حضرت سیدہ سے غصب کر لیا۔ اسپر سیدہ نے دعوی کیا وغیرہ وغیرہ۔

اس دعوے کی اصلیت خدا جانے کہاں تک ہو کیونکہ خود شیعوں کی کتب اصول سے ثابت ہے کہ حضرت سیدہ شرعاً اس دعوے کی ہرگز مجاز نہیں تھیں۔ بہرحال اس غلط فہمی کا بار اس دعوے کی حامیوں کی گردن پر ہے۔ اسوقت ہم بالفرض تسلیم کر لیتے ہیں کہ جناب سیدہ نے اس دعوے کو ابوبکر صدیق کی حضور میں پیش کیا تھا۔ اور ابوبکر نے فدک کو واپس کرنے سے انکار کیا۔ لیکن جیسا کہ ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق فدک کی واپسی میں حق بجانب تھے۔ اور بغیر اس انکار کے کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ فدک کے لفظ سے یہہ ہرگز گاؤں مراد نہیں بلکہ اس کے حدود اتنے وسیع ہیں کہ خلفاء اول کے وقت اسلامی مملکت میں کل ہی نہ تھے۔ پس وہ کیونکر جائز رکھتے کہ غیر مستحق کے مقبوضات میں دست اندازی کرکے سیدہ کو راضی کرنیکی کوشش کرتے۔ لہٰذا ہمارے شیعہ بھائی ذرا غور سے آگاہ ہو جاویں کہ فدک ایک گاؤں کا نام نہیں۔ بلکہ اُس کے حدود روایات ذیل میں ملاحظہ فرماویں۔

ملا باقر مجلسی جو ایک مشہور ترین علمائے شیعہ میں سے ہیں۔ اپنی کتاب بحار الانوار کی آٹھویں جلد کتاب الفتن حالات فدک کی حد بندی کی نسبت بہ سند علیہ السلام ...

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول صلعم حضرت فاطمہؑ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور کہا اے محمد صلعم اٹھو خدا وند تبارک و تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اپنے پر سے فدک کی حد بندی کر دو۔ آپ جبرئیل کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے اور تھوڑی دیر میں لوٹ آئے اور حضرت سیدہ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے لئے اپنے پر سے فدک کی حد بندی کر دی ہے

وہ حد بندی یہ تھی جیسا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے خلیفہ عباسی ہارون رشید کے آگے فرمایا۔ جبکہ ہارون رشید نے حضرت موسیٰ کاظم سے کہا کہ آپ فدک لے لیجیے۔ حضرت نے انکار کیا۔ اور جب کبھی ہارون رشید ان سے فدک لینے کو کہتا تو وہ انکار ہی کرتے۔ آخر جب اس نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا میں اسے نہ لونگا جب تک معہ حدود کے نہ دیا جاوے۔ ہارون رشید نے کہا اچھا اسکے حدود بتلائیے۔ امام نے فرمایا کہ اگر میں نے اسکی حدود بتلائیں تو تم ہرگز نہ دوگے۔ ہارون رشید نے کہا قسم ہے تمہارے نانا کی ضرور دونگا۔ تب امام نے فرمایا۔ کہ پہلی حد اس کی عدن ہے۔ یہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ متغیر ہوگیا پھر امام نے کہا کہ دوسری حد اسکی سمرقند ہے۔ یہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ تمتمانے لگا۔ پھر امام نے کہا تیسری حد اسکی افریقہ ہے۔ یہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ سیاہ ہوگیا پھر امام نے فرمایا چوتھی حد اسکی سمندر کا کنارہ ہے جو آرمینیہ سے ملا ہوا ہے۔ آجکل کے جغرافیوں میں اس سمندر کا نام بحیرۂ اسود ہے۔ ان حدود میں معظم تمام روم۔ عرب۔ فارس۔ روسی ترکستان ملک ہوگئیں

تب ہارون رشید نے کہا حضرت آپ ہمارے لئے تو کچھ بھی نہ چھوڑا۔ امام نے فرمایا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر میں فدک کی حد بتاؤنگا تو تم کبھی نہ دو گے۔ اسی پر ہارون رشید نے امام کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس روایت کو علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ ابن اسباط کی روایت میں پہلی حد اسکی عریش مصر دوسری دومۃ الجندل۔ اور تیسری احد۔ اور چوتھی سیف البحر کی تھی۔ پھر ہارون رشید نے کہا کہ یہ تو سب دنیا ہے۔ پھر امام نے کہا کہ یہ سب یہود کے قبضہ میں تھا ابوالہ کے مرنے کے بعد پس اسکو خدا اور رسول نے اپنے گھوڑے کے بغیر جنگ و جدل کے کر لیا اور خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت فاطمہؑ کو دیدو۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ غصب فدک کے مجرم نہ صرف ابوبکر صدیق ہی ٹھہرے بلکہ اور لوگ بھی خصوصاً تمام شاہان مصر جنمیں سے اکثر خاندان شیعہ ہی تھے جیسے اسماعیلیہ وغیرہ۔ اور اسطرح تمام شاہان مملکت ایران جو آجتک مذہب تشیع کے پابند ہیں۔ تمام شیعہ کیا روسائے کرام اور کیا امرائے عظام اور کیا عوام۔ سب غاصب فدک ہیں اور جناب سیدہؑ کے غلطتے نیچے ہیں۔ صرف خلیفہ اوّل پر طعن غصب فدک کرنا شیعہ بھائیوں کی سراسر غلط فہمی ہے۔ سب شیعوں کو چاہیے کہ اپنے مقبوضات سے دست بردار ہو کر اولاد فاطمہؑ کو جو آجکل عموماً افلاس میں مبتلا ہے۔ تقسیم کر کے روح پر فتوح حضرت سیدہؑ مسرور فرماویں۔ ورنہ اُن کے حقوق کو غصب کر کے خود مزے کرنا۔ اور اوروں کو مورد طعن و ملامت ٹھیرانا سراسر دھوکہ بازی پرمبنی ہے۔ فدک کے محاصل سے ہزاروں برس سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور ڈکار تک نہ لینا۔ اور ماہ محرم کے دس دن ہائے حسین۔ ہائے حسین کرنے سے گویا چاہنا خدا و رسول اور اہلبیت علیہم الصلوٰۃ کو محض دھوکا دینا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ شیعہ لوگ کس طرح سے محب اہلبیت کہلانے کے مدعی ہیں؟ اور قیامت کے دن کس بھروسے پر رسول صلعم کو مونہہ دکھائینگے؟ ؎

(شعر)
(ہمیں بیگانہ شکر و گلہ کچھ، دفتر و ہر گلہ آمیز ماتم)
(دنیا کیا گذرےگی آہ دل پہ ہمارے، ہر ہجائی ابر تمہارے)

سا تھی خاکپائے اہلبیت رسول الثقلین
خاکسار خادم حسین بھیروی

خدا تعالیٰ کی عجیب مخلوقات

افریقہ کے جنگلوں میں ہاتھی دانت کس طرح جمع کیا جاتا ہے؟

بارہ برس کے بعد ہر سے شیر و ذہ
مرد آگ گذشت جانور بردار کر

قبل ازیں میں کسی آرٹیکل میں ایک قوم و کالینا کا ذکر کچھ نظرین اخوان الدین کر چکا ہوں اور اب اس آرٹیکل میں

بعض دوسری مخلوق خدا کا ذکر کرتا ہوں جنکے حوال مجھکو ایک دوست تاجر مسی محمد تاج سے معلوم ہوئے ہیں اور بالکل سچے ہیں۔

سو واضح ہو کہ یہ صاحب جنکا نام نامی محمد تاج ہے اصل اصل انکو والد نے شہر مباسہ میں میری ملاقات ہوئی تھی وہ اپنے محلہ بلوچ میں ایک مکان کرکے مشہور ہیں اور انکا اسم شریف تاج محمد ہے یہ ایک قوم بلوچ کے یہاں رئیس ہیں جو عرصہ دراز سے اپنے اصل وطن بلوچستان اور اُس کے گرد و نواح کو سلطان الوقت کے بعض جور اور تعدی سے تنگ آکر چھوڑ بیٹھے ہیں اور وہاں سے نقل مکانی کرکے صوبہ مشرقی افریقہ اور مسقط وغیرہ میں اپنی آبادیاں آباد کرلی ہیں اور مختلف قسم کے پیشے کرکے اپنی گذران کرتے ہیں یہاں ممباسہ میں انکا محلہ الگ آباد ہے زبان ان کی مادری بلوچی ہے مگر اکثر اب سواحلی ہو گئی ہے۔ بلکہ بعض کی بالکل سواحلی ہی ہے۔ افریقہ کے اصلی باشندوں کے مقابلہ میں ان لوگوں کی آبادی ایسی نظر آتی ہے جیسے کالے سیاہ بادلوں میں چاند۔ چونکہ فلاں تاج محمد صاحب انہیں سے ایک نادر اور روشن آدمی ہیں۔ اس لئے ابتدا ۱۸۹۶ء میں بضرورت تعلیم انگریزی و دینیات ممباسہ پر ایک شخص کی صحبت ہوگئی میری ملاقات ہوگئی۔ ایک دو ملاقاتوں میں جب زیادہ تعارف ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک خلیق اور مہمان نواز آدمی ہیں۔ چنانچہ میں نے انکو کتاب آئینہ کمالات اسلام میں سے تبلیغ کا حصہ جو ہمارے مہربان اخوان مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ اللہ تعالیٰ نے اردو میں ترجمہ کیا ہوا ہے انکو مطالعہ و تبلیغ کی خاطر دیا۔ جسکو پڑھ کر انہوں نے یہ رائے دی کہ اس میں وفات مسیح ثابت کی گئی ہے اور قبل ازیں عقلی دلائل سے حیات مسیح کے قائل رہے مگر میں ایکدم ہو آدمی ہوں کہ کچھ طور پر فیصلہ نہیں کر سکتا اگرچہ میرے پاس اس مسئلہ نبوت میں حضرت اقدس کی دوسری تصنیفات عربی و اردو کی موجود تھیں مگر یہ صاحب نہ جانتے ہیں دونوں زبانیں وہ ایکے مطالعہ سے محروم رہے مگر تاہم وہ ہمیشہ مجھ سے حضرت اقدس کا حال گاہ بگاہ دریافت کرتے رہتے ہیں۔ اور جب میں رخصت پر ہند واپس آیا تو انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں سلام علیکم اور دعا کیلئے عرض کی تھی۔

انہیں کے فرزند ارجمند میاں محمد ہیں جو میرے دوست ہیں اور ایک بارہ سفر افریقہ کے جنگلوں میں کر چکے ہیں مگر حال کا سفر ان کا بڑی کامیابی کا ہوا۔